

اُفکار و اراء

مکتبہ مفتاح کے جوابیں میں

مکتبہ مفتاح

”مکتبہ مفتاح“ مادہ جوں کے شمارہ میں ”مکتبہ مفتاح“ دلخیلہ کا اتفاق ہوا۔ اس سلسلہ میں پنجم ارشادات پڑھی خود ہیں۔
 ”قرن کردن فخر“ مادہ جوں کے شمارہ میں ”مکتبہ مفتاح“ دلخیلہ کا اتفاق ہوا۔ اس سلسلہ میں پنجم ارشادات پڑھی خود ہیں۔
 واضح رہے کہ میں ایک کاروباری آدمی ہوں اور عملی طور پر کسی جماعت سے والبستہ نہیں ہوں۔ لعنتیں مانیے کہ میں خود
 ملائی نظام کا آپ سے کسی طرح بھی کم فنا فہمیں ہوں۔ تقریباً ۱۰ برس کے مطابعہ اور مختلف سیاسی اور اجتماعی جماعتوں کو جانچنے
 کے بعد میری کاروباری دنارے ہے، کہ ”میں اسلام“ کو جتنی خطرہ ملائی نظام سے ہے، اس سے ہمیں زیادہ خطرہ ان
 لوگوں سے ہے، جو آزادی، اور ترقی پسندی کے نام پر، وین ایں تحریف کرنے پر ملے یا بیٹھے ہیں۔ آپ جیسے بلند مرتبہ اور عالی
 و مانع شخص کے یہی ضروری تھا کہ اس ”خواہ“ کی طرف توجہ کی جاتی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس بارے میں آپ نے تحقیق و
 انصاف کا حق ادا نہیں کیا۔

یہ بات درست ہے کہ گاؤں نے دین میں ترقہ پیدا کی۔ دین و مذہب کی غلط نازدگی کی عالم کو نہ کارہا تھی اور نیتے کے
 یہی تیار کرنے کے فرض سے پشمندی کی دعیرہ دعیرہ، یہ سب کچھ درست ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں موڑن
 بلقبتے دینی نقطہ نظر سے کون سا کامراہ اسلام دیا۔ ۱۰ برس سے بلا شرکت غیرے یا بلا شرکت ملکاً یہ طبقہ پاکستان میں
 درست قدر ہے، ہر قسم کے ذرائع و درسائل اس کے ہاتھ میں ہے، ۱۵ م اس سے بعد ۹ برس سے تو مستحکم اور مصروف حکومت قائم
 ہے، لیکن اس نے قرآن کی بدایت کے مطابق کوئی اصلاح کی؟ اس سلسلہ میں آپ شاید عالی قوانین اور خاندانی منصوبہ بنندی
 کے پروگرام کو پیش کریں، لیکن ان مدلل (جو کو یقیناً اختلافی میں) کے علاوہ اور کیا کیا گی۔

معقولیت اور دیانت کا تقدیم ادا تو یہ تھا۔ کہ وہ خامیاں اور بڑائیاں جو کہ غیر اخلاقی ہیں، اور جنہیں مذکونے کے نتے قرآن مجید نے صاف صفات احکامات دیئے ہیں اور جن کا مطلب وغیرہم وہ اور دو چار کی طرح بالکل واضح ہے۔ ان پر عمل کیا جاتا۔
 (۱) اس کے مخاطب ڈاکٹر فضل الرحمن ہیں خط کافی طولی ہے ابھی سے ایک اقتباس دیا جا رہا ہے، خدا کے لکھنے والے نے نام نہیں لکھا۔

حکومتی در حکومتی

مُحْمَّد نبی ایڈیٹر صاحب!

برنسکرڈ ناظر ہوں، ۱۹۴۷ کا شمارہ سامنے ہے۔ جناب الطاف جادویہ کو اچھے فرم سدھی ملکت کی خدمت میں پڑھا۔ خط پڑھنے کے بعد میں کافی دریک سرچارہ کر کیں عالم خوب میں بروی یا بیدار! اپنا جائزہ میں کے بعد میں نیچے پڑھ پڑھ کر ادارہ تحقیقات اسلامی اب "شک" کو سمجھنے لگا ہے۔ کہ اسلامی نظام میں "حکومت و حکومت" قائم کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ جالانچ ہم ۱۹۴۷ء کو یہ بات سمجھیں آجاتی چلے ہیں تھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سب سے بڑا ایتھریہ تھا کہ دریاں "حکومت و حکومت" کے اثمار باتی ہی نہیں بلکہ ترقی پذیر ہے۔

جناب الطاف جادویہ نے "ملائی نظام" کے قیام و انتظام کی حکومت و حکومت کے ایک پلوک نقاب کشی کرنے میں کمال چاہکر تھا مظاہر و کیا ہے۔ میں اس پر ان کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں، لیکن حکومت و حکومت کی اور ملکیں بھی ہیں۔ جنہیں بے نقاب کرنے کا یہ ابترین وقت ہے۔

پاکستان اسلامی نظام کی تجویز کا ہے۔ اس میں جہاں حکومت و حکومت کی متعادلیکیں موجودیں۔ وہاں تہذیب مزرب کے اثرات بھی کچھ کم نہیں۔ حقیقی اسلام جہاں ملائی نظام سے مختلف ہے، وہاں مفتریت کا بھی بعد میں پیش نہیں، لہذا یہاں مفتریت کو بھی پھلنے اور پھونٹنے کو محلی پھٹکا نہیں دی جاسکتی۔ ہمارا مقصود نظر اسلامی نظام کا تجویز ہے۔ جو اپنی خصوصیتیں میں بالکل منفرد ہے۔

(ملکہ حنیف و مجددی، مورہ سیدالمری)

قرآنی اسلامی فتح کا اجیاء

بہانہ تک قرآنی اور اسلامی فخر کے احیاء اور نظامِ عدل کی اقدار کے قیام و انصرام کا تعلق ہے، یہ بات نماہر سے کہ اسلام انسانیت کو زندگی کے بارہ میں ایک مکمل نظر پر عطا کرتا ہے، اور یہ نظر یہ مختلف حالات و ادوار پر مطبوع ہونے یا فرعی معاملات میں رہنمائی کے سلسلہ میں ہمیشہ ترقی اور نشوونما کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اسلام کی مطلوبہ زندگی کے احیاء کے لیے آدمیں کام انسان کی دلخیلی زندگی میں ایک قومی اسلامی روحانی پیدا کرنا ہے، جو خارجی فضاد جسے قوانین و صفویات پر تحریر کیا جاتا ہے، یہم آہنگ ہو، اور یہ صورت اسی وقت پیدا ہوگی، جب دلخیلی زندگی، عملی شکل اختیار کرنے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کرے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء کے قائم نے قوانین و صفویات کے نفاذ کو ثابت فرمایا اور پہلے ایک جماعت پیدا کرنے پر اپنی پوری قوت صرف کی جو اقدار و اہمیت ایں اور کروار کو ایک عقیدہ کی مدد میں دل و بہان سے قبول کرے۔ خود رسول اکرم خاتم الانبیاء نے اپنی دعوت کے ابتدائی ایام میں اُنست کو کوئی قانون نہ دیا بلکہ ساری وقتی اس پر صرف کر دیں کہ یقین دایاں رکھنے والے انسازوں کی ایک جماعت پیدا ہو جائے کسی قانون کے بھر اور اجتماعی متابطہ بندی کے باور سے کوئی معاشرتی طھا نہ پایسہ ادا نہیں ہو سکتا۔ جب تکی اس سے پہنچ نکلنے کے موافق نہیں آئیں گے، انسان ان صفویات پر مجاہک نکلنے کی راہ تلاش کر لیں گے، اور یہ ایک بیانادی بات ہے جس سے مفتر نہیں۔
(میر غلام قادر ہمدانی، سید پوری روڈ اور پونڈری)

سُنْس اور سَنْسَیْ لِفْكَرِ اللّٰہِ کی شان ہے

فُرْتَنِی!

میرے کوئی مختصر نے بیجن علقوں کو کافی مشتمل کیا ہے، اور یہاں کراچی میں بھی اس پر خوب لے دے ہو رکھا ہے، ایک اکرم فرمائے جئے تباہی کے مولانا بزرگی صاحب کی نیز بادوں مسجد میں قیام مردی قیام حضرات اور علماء نے اکٹھے ہو کر اس خط کو پڑھا، ایک صاحب خط کو دوچھو اواز میں پڑھ رہے تھے، اور باقی کس رہے تھے، مولانا بزرگی صاحب خود فرمی نہیں موجود تھے خط پڑھے جانے کے بعد خط لکھنے والے اور خط پڑھانے والوں کو خوب جلی کئی سنائی گئیں اور انہیں وسیع دین اور نہ جانے اور کیا کیا کیا گی، مگر مولانا بزرگی صاحب نے فرمایا کہ "جو کچھ اس خط میں لکھا ہے، وہ سب کچھ ہو کر بریکار یا کوئی پاکستان سے باہر بھی ایسے ہی حالات پیدا ہو رہے ہیں، اور وہاں بھی ایسی ہی تحریکیں اٹھوڑیں ہیں"۔

میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے اکثر خدا بھی بزرگ وقت کی آواز کو نہیں سن رہے بلکہ میں تو یہاں تک کہوں
گا کہ ان میں سے بہت سے اس آواز کو سننے میں اہلیت کھو چکے ہیں، بدستوری سے یہ حضرات اصل حالات کے
دارے ہی میں بروچ سکتے ہیں اور وہ یہ نہیں دیکھتے کہ فتنہ آن مجید نے ہمیں بتایا ہے کہ اللہ اپنے واحش
مخلوقات کو کائنات ہی کی صورت میں غباہ کر رہا ہے، قرآن مجید اللہ پر ایمان لانے کے لیے کائنات اور اُس
کے مظاہر کو پیش کرتا ہے، اور دوسرے ایمان جس میں اللہ اپنا ظہور فرماتا ہے، وہ نفس انسانی ہے انسانی شکر
کی نیزیگاں بھی اللہ کے ظہور کا نتیجہ ہیں۔

اوی شیر حق شمشیر زن عالم ایں شیر رانگ فن

ہم فطرت اور نفس انسانی کے مظاہر سے الگ ہو کر اللہ کے وہ وکافیان نہیں پاسکتے، جس طرح انسان
نے استدام کو زمان قبول کی شکل میں اپنی سہولت مطلاعہ کے لیے ڈھال لیا ہے، اسی طرح وہ فطرت
انسان اور اللہ کے درمیان بھی تفریق پیدا کر کے دراصل اپنے تفہیم کی پرواہ کو جاری رکھنے کے لیے ایک ہدایت
پیدا کر رہا ہے۔ ورنہ معاملہ تو

اصل شہود و شاهد و شہود ایک ہے

کہا ہے، لہذا قرآن کے تصور اللہ کو اپنانے سے ہم فطرت اور شہود انسانی کی متغیر اور اتفاق پر فخر فطرت سے الگ
نہیں ہو جاتے ابکہ اس کے ہم ایک نئی الگی حاصل کرتے ہیں اور اس مقابل ہو جاتے ہیں کہ اللہ کو سمجھنے اور اس کے ساتھ
تعلیق قائم کرنے کے لیے فطرت اور نفس انسانی کے بنیادی قوانین کا مرطابہ کر کیں، قرآن فطرت کو ایک
whole living soul کی چیزیت سے پیش کرتا ہے، جس کا ایک حصہ خود شہود انسانی ہے۔
ہمارے مدھی یہ بزرگ اس نقطہ نظر کو درخواست احتیاط نہیں سمجھتے، کیونکہ اس تصور کو اپنانے سے سائنس اور سائنسی تکلیف
ان کے اذ عالی عقائد پر فوکسیت حاصل کر جاتے ہیں۔

وب ارسل جنگ نے قرآنی حکمت کی صحیح تدوین پر ثابت کر دیا، کہ جو قوم اپنے عہد کی روایت عصر کے تقدیموں
سے انٹھیں بند کرے گی اتنا ہو رہا ہو جائے گی، اور یہ بات عیال ہے کہ ہمارے عہد کی روایت عصر مائنک اور سائنسی تکلیف
کوئی قوم انباء اللہ اور اجہا را اللہ نہیں ہے، فطرت کا عمل ہر ایک لکھے یہی کہلیتیت رکھتا ہے۔

تک خرگاہی ہمیا اخراجی والا ہم

میری دعا ہے کہ حضرت علیہ السلام اسی شان کو بھی سکیں، جو اس عہد کی روایت عصر ہے۔